صد سالہ جشن تشکر کے سلسلہ میں منعقدہ نمائشوں میں یکسانیت پیدا کرنے کی ضرورت ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲؍ جون ۱۹۸۹ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:۔

جب سے احمدیت کی دوسری صدی کا آغاز ہوا ہے ہم خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اب دو مہینے پورے کر کے تیسرے مہینے میں داخل ہوئے ہیں۔ دنیا کے مختلف ممالک سے جو رپورٹیں مل رہی ہیں ان سے پتا چلتا ہے کہ بعض ممالک تو چند دن کی خوشیاں منا کر آرام کرنے لگے ہیں اور وہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ صد سالہ جشن کی تقریبات بس وہیں تک محدود تھیں کہ لوگوں کو دعوتوں پہ بلایا جائے، جھنڈیاں لگائی جائیں، چراغاں کئے جائیں، کچھ نمائش کا بھی اہتمام ہوا اور کچھ ریڈیو اور ٹیلی ویژن اور اخبارات کے ذریعے جماعت کا تعارف ہو جائے لیکن اس کے برعکس بعض ممالک ایسے بھی ہیں خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جو بڑی ذمہ داری اور بڑی مستعدی کے ساتھ بقیہ سال کے بہترین استعمال کے لئے کوشاں ہیں، منصوبے بنا رہے ہیں، باقاعدہ مختلف گروہوں میں جماعت کو باندھ کر ان کے سپرد ذمہ داریاں کر رہے ہیں اور ان کی رپورٹیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت ہی امید افزا ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ انشاء اللہ دن بدن جشن کے تشکر کا کام بڑھتا چلا جائے گا نہ کہ کم ہوگا۔ اس لئے میں نے سوچا کہ جماعت کے اس حصے کو بھی جنہوں نے جشن کا غلط تصور سمجھا اور عارضی طور پر خوشیاں منا کر اب وہ آرام کی طرف مائل ہو گئے ہیں اس طرف متوجہ کروں کہ ہمارا بڑا بھاری کام ابھی باقی

ہے۔ میں نے پہلے بھی بتایا تھا کہ دنیا کی ایک سو چودہ یا ایک سو اٹھارہ مختلف تراجم، مختلف تعداد میں شائع ہو رہے ہیں۔ بہر حال زیادہ سے زیادہ جو ہم نے ترجمے کئے ہیں اب تک وہ قرآن کریم کے اقتباسات کے ایک سو اٹھارہ زبانوں میں ہو چکے ہیں اور احادیث کے بھی کم و بیش اتنی ہی زبانوں میں ہو جائیں گے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی منتخب تحریرات کے تراجم ابھی پیچھے رہ گئے ہیں کیونکہ اوّلیت پہلے دو تراجم کو دی گئی تھی لیکن رفتہ رفتہ اس سال کے اختتام سے پہلے پہلے انشاء اللہ وہ تراجم بھی کم و بیش اسی تعداد میں تمام دنیا کو مہیا کر دیئے جائیں گے۔ ان تراجم سے متعلق مجھے فکر یہ ہے کہ ان کے سٹاک بڑھتے چلے جا رہے ہیں اور ڈھیریاں اونچی ہو رہی ہیں۔ حالانکہ جیسا کہ میں نے پہلے بھی متوجہ کیا تھا دنیا کی ضرورت اتنی ہے کہ جتنی تعداد میں ہم نے یہ تراجم شائع کئے ہیں مطالبے یہ آنے چاہئے تھے کہ اور بھیجو اور بھیجو اور بھیجو اور وہ جماعتیں جو مستعد ہیں وہ یہی مطالبے کر رہی ہیں۔ چنانچہ ہندوستان سے بنگلور کی طرف سے آج ہی ایک چٹھی ملی جس میں انہوں نے وہاں کی جماعت کے ایک مستعد خدمت کرنے والے احمدی نے لکھا ہے کہ ہمیں جتنے تراجم بھیجے گئے وہ بھی کم ہیں، جتنا لٹریچر بھجوایا گیا وہ بھی کم ہے، علاقہ بہت وسیع ہے اور غیر معمولی طور پر طلب پیدا ہو چکی ہے اس لئے ہمیں کثرت کے ساتھ لٹریچر مہیا کیا جائے۔ اسی طرح پرتگال کے مبلغ نے بھی یہی لکھا، بعض اور مبلغین کی طرف سے بھی اسی قسم کے مطالبے آنے شروع ہو گئے ہیں لیکن بالعموم مجھے علم ہے کہ جو لٹریچر یہاں سے بھجوایا گیا تھا اس کا بھاری حصہ بغیر تقسیم کے ابھی تک جماعتوں میں پڑا ہوا ہے اور مطالبہ آنے کی بجائے وہ یہ رپورٹ بھی نہیں بھیجتے کہ اس لٹریچر کا انہوں نے کیا کیا۔ پس ان کی خاموشی ان کی زبان بن جاتی ہے اور بسا اوقات خاموشی زبان بن جایا کرتی ہے اگر دیکھنے والا غور سے ،توجہ سے خاموشی کا جائزہ لے اور اس کے پس منظر حالات کو وہ سمجھنے کی کوشش کرے۔ پس وہ تمام جماعتیں جو رپورٹ نہیں بھجوا رہیں مجھے علم ہے کہ انہوں نے کچھ سستی کی ہے۔ **الا ما شاء اللہ** بہت کم ایسے لوگ ہیں جو کام کرتے ہیں لیکن مزاجاً رپورٹ بھجوانے میں سُست ہو جاتے ہیں۔ عموماً انسانی فطرت کا یہ رجحان ہے کہ جو نہ کام کیا ہو اس کی بھی رپورٹ بھجوائے اور رپورٹ میں مبالغہ کرے۔ پس جب بالعموم رپورٹیں نہ ملیں تو اس کا یہ نتیجہ نکالنا قطعی معقول نتیجہ ہے کہ کام نہیں ہوا اس لئے خواہ آپ رپورٹ بھجوائیں یا نہ بھجوائیں جو اطلاع مجھے ملنی چاہئے وہ مل جاتی ہے۔ اس لئے آپ رپورٹوں کی

طرف توجہ کریں اور تمام دنیا کی جماعتیں جہاں لٹریچر پہنچا ہے یا پہنچنا چاہئے تھا وہ اس وقت میری مخاطب ہیں۔تمام دنیا کے ایک سو بیس ممالک کی جماعتیں میری مخاطب ہیں جہاں خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ قائم ہو چکی ہے اور ان میں وہ سب جماعتیں ہر ملک کی وہ جماعت شامل ہے جس جماعت میں کوئی تصنیف واشاعت کا مرکز قائم کیا گیا ہے یا نمائش کا انتظام کیا گیا ہے۔جو باتیں میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں ان پہلوؤں سے مجھے اطلاع بھجوائی ہے۔

پہلی بات یہ کہ آپ کو اب تک کتنی زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم ملے ہیں، منتخب آیات کتنی ہیں اور مکمل قرآن کریم کے تراجم کتنے ہیں اور کتنی کتنی تعداد میں ہیں؟

دوسری بات یہ کہ حدیث نبوی ﷺ کتنی زبانوں میں ملی ہے اور اس میں بھی تعداد کتنی اور تیسری بات جو ہے وہ سب پہ مشترک ہوگی لیکن پہلے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباس کے متعلق بات کرلوں۔اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات کے متعلق کتنی زبانوں میں ملے ہیں اور کتنی تعداد میں؟

تیسری اہم بات اس کے بعد یہ ہوگی کہ آپ نے تقسیم کا کیا انتظام کیا ہے اور آیا جس تعداد میں آپ کو یہ لٹریچر ملا ہے وہ تھوڑی ہے آپ کے نزدیک یا زیادہ ہے یا کافی ہے؟ زیادہ کا تو خیر سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ دنیا اتنی وسیع ہو چکی ہے، اتنی کثیر ہو چکی ہے کہ جس تعداد میں ہم لٹریچر شائع کر رہے ہیں، دنیا کے سوویں حصے کو بھی پورا نہیں آ سکتا۔اس لئے وہ تو غلطی سے میرے منہ سے نکل گیا کہ زیادہ ہے، زیادہ کا تو کوئی سوال نہیں ہے، کم ہے تو کتنا ہے؟ کم میں ان معنوں میں نہیں کہہ رہا کہ تمام ملک کی ضرورت سے کتنا کم ہے۔کم سے میری مراد یہ ہے کہ آپ میں خدا تعالیٰ نے جتنی طاقت رکھی ہے کہ اس لٹریچر کو تقسیم کرسکیں اس طاقت کے مقابل پر کتنا کم ہے اس لئے یہ بات لکھنے سے پہلے یہ جائزہ لینا ضروری ہوگا کہ آپ کی جماعت کی زیادہ سے زیادہ استطاعت کیا ہے؟ کس کس زبان میں وہ کتنی تعداد میں لٹریچر تقسیم کرنے کی توفیق رکھتے ہیں۔ پہلے وہ توفیق مقرر کریں پھر مجھے لکھیں کہ ہماری توفیق سے یہ اتنی کم تعداد ہے ہمیں مزید لٹریچر مہیا کیا جائے۔

علاوہ ازیں اس لٹریچر کے علاوہ بھی بہت سا لٹریچر ایسا ہے جو مختلف زبانوں میں، مختلف موضوعات پہ تیار ہے اور اس لٹریچر کے ساتھ تقسیم ہونے کے لئے وہ صد سالہ جوبلی کا پیغام بھی ہے جو

آپ کی نمائندگی میں بحیثیت سربراہ جماعت احمدیہ میں نے سب دنیا کو دیا ہے وہ بھی ساتھ جانا چاہئے۔ تو یہ کام بہت بڑا ہے اور بڑی ذمہ داری کے ساتھ جلد اس کی طرف جماعتوں کو متوجہ ہونا چاہئے۔

جہاں تک نمائشوں کا تعلق ہے کچھ نمائشیں مجھے دیکھنے کا موقع ملا ابھی یورپ کے سفر میں اور میں نے محسوس کیا کہ نمائشوں میں بھی ابھی یکسانیت پیدا کرنے کی بہت ضرورت ہے۔ بعض جگہ پتا چلا کہ مرکز نے ان کو پورا لٹریچر ہی نہیں بھجوایا، بعض جگہ دیکھا کہ وہ تصویریں پوری نہیں ہیں کہیں کچھ اور تصویریں ہیں، کہیں کچھ اور تصویریں ہیں اس لئے مرکزی نظام کو تو میں نے متوجہ کیا ہے کہ وہ اچھی طرح جائزہ لے کر تمام ملکوں کو بنیادی ضروری لٹریچر بھی اور بنیادی ضروری تصاویر بھی مہیا کریں تو اس پہلو سے یکسانیت ہونی چاہئے۔ اس کا بھی مجھے تبھی علم ہوگا جب آپ لوگ یعنی آپ سے مراد ہے وہ تمام احمدی جماعتیں جنہوں نے نمائش کے مراکز قائم کئے ہیں مجھے مطلع کریں کہ ان کو کیا کیا چیزیں مل چکی ہیں اور کیا کیا نہیں ملیں کا تو پھر ان کو پتا ہی نہیں لگے گا کہ کیا ملنا چاہئے تھا وہ میں خود اندازہ کرلوں گا لیکن یہ دیکھیں کہ کیا کیا چیزیں مل چکی ہیں اور جو چیزیں مل چکی ہیں ان کو مناسب طریق پر نمائشی ہالوں میں یا کمروں میں آویزاں کیا گیا ہے یا نہیں؟ اس ضمن میں ایک اور اختلاف میں نے یہ دیکھا ہے کہ بعض جماعتوں نے تو بڑی محنت اور مستعدی کے ساتھ ہر کتاب کے نیچے اس زبان میں اس کا تعارف مختصر کروا دیا ہے جو زبان وہاں بولی جاتی ہے۔ مثلاً اگر جرمن علاقے میں نمائش ہے تو جرمن زبان میں نیچے بڑے خوبصورت لفظوں میں ٹائپ کیا ہوا ہے اس کتاب کا ٹائٹل کیا ہے اور مختصر تعارف اگر ضروری ہے کہ مضمون کیا ہے اور اگر کسی انسان کی تصنیف ہے تو کس کی تصنیف ہے۔ اس طرح ایک نظر میں گزرنے والے کو اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہ کیا کچھ ہے اور بعض جگہ اس کا ذکر نہیں ہے۔ چنانچہ اس سفر کے دوران میں نے متوجہ کیا منتظمین کو کہ اس پہلو سے بھی سب جگہ یکسانیت ہونی چاہئے اور ہر نمائش میں ہر کتاب کے نیچے مختصر تعارفی کلمات درج ہونے چاہئیں جو کھلے کھلے لکھے ہوں تا کہ دیکھنے والا ان کو پڑھ سکے۔ پھر میں نے یہ بھی محسوس کیا کہ بعض جگہ تو رضا کاروں کو اچھی طرح تربیت دی گئی ہے وہ مہمانوں کو ساتھ لے جا کر دکھاتے ہیں اور بتا سکتے ہیں کہ یہ کیا کچھ ہے۔ اس پہلو سے جرمنی کا انتظام ماشاء اللہ بہت ہی عمدہ ہے اور وہاں انہوں نے سلائیڈز کی نمائش کا بھی انتظام کیا ہوا ہے کلون میں اور ریکارڈنگ بھی کی گئی ہے تا کہ ہر شخص جو وہاں جائے وہ اگر کارکن کوئی مہیا نہ ہو تو

ریکارڈنگ کے ذریعے معلوم کر سکے کہ کیا ہو رہا ہے، کہاں کیا چیز ہے اور اس کا مقصد کیا ہے۔ تو پورا تعارف جتنا کہ ہونا چاہئے وہ وہاں کروایا جا رہا ہے اور اللہ کے فضل سے اس پہلو سے جو مہمان آتے ہیں بہت متاثر ہو کر جاتے ہیں۔ تو تمام دنیا میں یہ انتظام ہونا ضروری ہے کہ بعض کارکنوں کو تربیت دی جائے وہ نمائش دکھانے کے لئے باری باری اپنے وقت پیش کریں اور جو وہاں ڈیوٹی پر ہو اس کو پتا ہو کہ کس طرح دکھانی ہے اور کیا بتانا ہے۔ مثلاً شہداء کی تصاویر ہیں اور اسیران راہ مولیٰ کی تصاویر ہیں وہاں یہ تو لکھا ہوگا یہ شہید ہیں، یہ اسیر ہیں لیکن یہ نہیں بتایا جا سکتا تفصیل سے کہ جرم کیا تھے، کس طرح واقعہ ہوا؟ تو اگر پتا ہو تو بعض شہداء کی تصویروں کے سامنے اُنگلی اُٹھا کر دکھایا جا سکتا ہے یہ اس کا پس منظر ہے، اس طرح شہادت ہوئی اور یہ جو بتایا جاتا ہے اس کا غیر معمولی اثر پڑتا ہے۔ نظری طور پر دیکھ کر دل نرم پڑتے ہیں لیکن ساتھ کان جب یہ سن رہے ہوتے ہیں کہ اس کا پس منظر کیا ہے، کیوں ایسا ہوا؟ تو اس کا غیر معمولی اثر پڑتا ہے۔ فرانس میں بعض مہمانوں کو خود مجھے نمائش دکھانے کی توفیق ملی اور اس دوران ہی بعض مہمانوں نے اس تأثر کا اظہار کیا کہ ہمیں تو وہم و گمان بھی نہیں تھا کہ جماعت احمدیہ چیز کیا ہے اور کتنی عظمت اختیار کر چکی ہے اور ان تصویروں کے پیچھے کیا کیا کہانیاں اور کیا کیا چیزیں ہیں؟ حالانکہ میرے پاس وقت زیادہ نہیں تھا لیکن نمونۃً کچھ نہ کچھ مجھے یہ دکھانے کا موقع ملا کہ اس طرح نمائش دکھانی چاہئے۔ چنانچہ اس کو دیکھ کر وہاں کے ہی ایک ذہین مخلص نوجوان کو خیال آیا اس نے مجلس سوال و جواب میں اٹھ کے یہی بات اُٹھائی کہ آج ہمیں پتا چلا ہے کہ نمائش پیش کرنا کافی نہیں نمائش کو دکھانے کا سلیقہ ہونا چاہئے اور پتا ہونا چاہئے کہ کس طرح دکھائی جاتی ہے۔ اس لئے آپ تمام دنیا کی جماعتوں کو تاکید کریں کہ وہ بھی ایسا کیا کریں۔ چنانچہ ان کی دراصل تحریک ہی تھی جس کی وجہ سے مجھے اب موقع مل رہا ہے کہ میں تمام جماعتوں کو سمجھاؤں کہ اسی چیز کا اثر جو آپ دکھا رہے ہیں چند گنا ہو سکتا ہے، دس گُنا زیادہ ہو سکتا ہے اگر دکھانے کا سلیقہ ہو اور دکھانے کے سلیقے میں پہلے تحریریں مکمل کرنا ضروری ہے، خوبصورتی کے ساتھ ان کے عنوانات لگائے جائیں، کھلے لفظوں میں لکھا جائے کہ یہ کیا چیز ہے اور اس میں بہر حال اختصار کرنا پڑے گا اور پھر تربیت یافتہ نوجوان ساتھ چل کر ان کو دکھائیں یہ کیا کیا واقعات ہیں، یہ تصویریں کن بزرگوں کی ہیں اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کی تصاویر ہیں۔ یہ بتایا جاتا ہے کہ کون لوگ ہیں تو ان کا

غیر معمولی اثر پڑتا ہے۔ بعض دفعہ میں نے دیکھا ہے نظریں گھڑی رہ جاتی ہیں ان کی چہروں پر۔ کس قسم کے لوگ تھے، کس قسم کے عشاق تھے اور پرانے وقتوں میں جماعت کس حال سے گزر رہی تھی۔ افریقہ کے مبلغین کی پرانے زمانوں کی تصویریں ہیں۔ جب تک آپ وہ دکھا کر پھر آگے نہیں بڑھیں گے تو موجودہ زمانے میں جو اللہ تعالیٰ نے ترقی عطا فرمائی ہے اس کا موازنہ نہیں ہوسکتا۔ تو ٹھہر ٹھہر کے دکھانے والی چیز ہے یہ نمائشیں ایسی نہیں ہیں جو تیزی کے ساتھ گزر کر دیکھی جاسکیں۔ اگر اس مضمون پر با قاعدہ تربیت دی جائے کارکنوں کو تو کئی دن میں یہ تربیت پوری ہوگی۔ ان کو مختصر تاریخ بتانی پڑے گی۔ یہ نذیر علی صاحب ہیں ہمارے پرانے مجاہد واقف زندگی۔ یہ فلاں جگہ دفن ہیں، اس طرح یہ گئے تھے، ان حالات میں انہوں نے مقابلے کئے اور یہ آج کا سیرالیون ہے۔ جس میں دورہ کیا جاتا ہے خلیفہ وقت کی طرف سے تو حکومت کی طرف سے نمائندے مقرر ہیں، وزیر حاضر ہیں خدمت میں، تمام ریڈیو، ٹیلی ویژن کے وسائل پیش خدمت ہیں، زمین آسمان کا فرق ہے لیکن یہ فرق تب نظر آئے گا جب یہ پتا لگے کہ قربانیوں کنہوں نے دیں تھیں، کن لوگوں کی قربانیوں کا پھل ہے جو ہم آج کھا رہے ہیں۔ ورنہ اگر یہ دکھائے بغیر آپ عجلت سے آج کے نظاروں کی طرف دنیا کو لے جائیں تو آپ کی نمائش تو ہو جائے گی لیکن نہ خدا صحیح معنوں میں راضی ہوگا نہ آپ پرانے بزرگوں کی خدمت کا حق ادا کرنے والے ہوں گے۔ نہ آپ کو یہ احساس ہوگا کہ اصل عظمتیں ہیں کیا؟ اصل عظمتیں حکومتوں کے متوجہ ہونے میں نہیں، اصل عظمتیں خدا کو راضی کرنے میں ہیں اور خدا کی خاطر خدمتیں کرنے میں ہیں اور وہ خدمتیں ضائع نہیں جاتیں اس کے ثبوت کے طور پر دکھایئے کہ کس طرح خدا تعالیٰ نے ایک سو سال کے اندر کایا پلٹ دی ہے، نظام بدل دیئے ہیں، رجحانات تبدیل کر دیئے ہیں اور عظیم الشان جماعت کی طرف توجہ ہوئی ہے بڑی بڑی قوموں کو، ملکوں کو، حکومتوں کو، حکومتوں کے سربراہوں کو اور ایک سو سال کے اندر ایک بالکل نئی کیفیت دکھائی دے رہی ہے جو آئندہ سو سال کے لئے بنیاد بنی ہے۔ اس رنگ میں اس نمائش سے استفادہ کرنا ضروری ہے ورنہ یہ نمائشیں اگر محض تصویریں یا چارٹ بن کر لگی رہ جائیں تو جتنا فائدہ ان کا پہنچنا چاہئے اس کا سواں کیا ہزارواں حصہ بھی فائدہ نہیں پہنچا سکیں گیں۔ پھر یہ نوجوان جس کی آپ تربیت کریں گے اور وہ نوجوان یا بڑے چھوٹے جو ساتھ لے کر آئیں گے مہمانوں کو ان سب کی تربیت ہوگی۔ جماعت احمدیہ کی ایک نسل کا اخلاص

اس جوڑ میں ان کی طرف منتقل ہو رہا ہوگا۔ جیسے Blood Transfusion کیا جاتا ہے۔ ایک کے خون کی رگ سے دوسرے کے خون کی رگ کا تعلق باندھ دیا جاتا ہے تو اس طریق پر آپ کی پہلی نسلوں کا پاکیزہ خون آپ کی نئی نسلوں میں دوڑنے لگے گا اور آئندہ نسلوں میں وہ پاکیزہ خون منتقل ہونے لگ جائے گا۔ یہ ہم نے جو نمائش کی کوشش کی ہے یہ کوئی محض دکھاوے کا رنگ نہیں رکھتی نہ اس خاطر ایسی کوشش فائدہ دے سکتی ہے بلکہ مذہبی جماعتوں میں تو یہ بعض دفعہ ایک مہلک زہر بن جاتی ہے۔ جہاں جہاں دکھاوے کا رنگ آ جائے اور روح غائب ہو جائے وہیں مذہبی جماعتوں کی ہلاکت کا آغاز ہو جاتا ہے۔

اس ضمن میں ایک اور نصیحت میں جماعت کو یہ کرنی چاہتا ہوں کہ تصاویر کا دور ہے اور تصاویر کے ذریعے ہم بڑے بڑے فائدے اٹھانا چاہتے ہیں لیکن تصاویر میں بعض نقصان کے پہلو بھی ہوتے ہیں اور ان میں ایک پہلو یہ ہے کہ جو بزرگوں کی تصاویر ہیں ان کے طرف شرک کا رجحان پیدا ہو جائے اور یہ رجحانات بعض دفعہ بہت ہی باریک راہوں سے داخل ہوتے ہیں اور جب تک ایک متقی انسان یا جب تک خدا کسی انسان کو توفیق نہ عطا فرمائے اس وقت تک وہ بعض دفعہ متنبہ ہی نہیں ہو سکتا کہ میں نے جو اس تصویر کو دیکھا، میرے دل پر جو اس کا اثر پڑا وہ تقویٰ کے مطابق تھا یا مشرکانہ رنگ رکھتا ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ حضرت اقدس رسول اکرم ﷺ کے زمانے میں یہی وجہ ہے کہ تصویروں کا رواج نہیں دیا گیا خدا تعالیٰ کی طرف سے وہ ایجادات ہی بعد میں ہوئیں جن ایجادات کے ذریعے آج ہم تصویری زمانے میں داخل ہوئے ہیں۔ **آنحضرت ﷺ کا پاک وجود اور آپ کا روحانی اور نورانی چہرہ اتنی عظمت رکھتا ہے کہ ہرگز بعید نہیں تھا کہ اگر وہ تصویریں محفوظ ہوتیں تو ان کی عبادت شروع ہو جاتی۔** حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس خطرے کو محسوس کیا اور جماعت کو تاکید کی کہ میں جو تصویریں اپنی کھنچوا رہا ہوں صرف اس لئے کہ دنیا چہروں کو دیکھ کر اندازے لگایا کرتی ہے اور بعض زیرک لوگ چہروں کے نقوش پڑھ کر دل کی صداقت کے نقوش دیکھنے لگ جاتے ہیں، ان تک ان کی نظر پہنچ جاتی ہے۔ اس لئے اس غرض سے میں نے تصویریں شائع کی ہیں، یہ مقصد نہیں ہے کہ نعوذ باللہ تم لوگ ان تصویروں کو دیکھ کر میرے متعلق نامناسب عظمت کے جذبات اپنے دل میں پیدا کرو کیونکہ یہ شرک ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور پرانے

بزرگوں کی تصویروں کے ساتھ یہ تاکید ضروری ہے، خصوصاً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصاویر کے ساتھ کہ اپنے نفوس کا جائزہ لیا کریں کہ ان سے کسی طرح کوئی دور بعید کا شرک کا تصور تو نہیں پیدا ہو رہا۔ جب میں شرک کا تصور کہتا ہوں تو آپ میں سے غالباً تمام یہ سوچیں گے کہ **نعوذ باللہ من ذالک** ہم تو مؤحد جماعت ہیں، توحید کی خاطر قائم کئے گئے، تمام دنیا کو امت واحدہ بنانا ہے، خدائے واحد کے قدموں میں اکٹھا کرنا ہے یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ہم جو مواحد جماعت ہیں اور دنیا کو توحید سکھانے کے لئے نکلے ہیں۔ ہم مشرکانہ خیالات میں مبتلا ہو جائیں لیکن میں آپ کو بتاتا ہوں کہ قرآن کریم نے مطلع فرمایا ہے، متنبہ کیا ہے کہ شیطان ایسی ایسی جگہوں سے حملے کرتا ہے جن کے متعلق آپ تصور بھی نہیں کر سکتے۔ وہ چھپ کے اپنی کمین گاہوں سے آپ پر حملے کرتا ہے اور بسا اوقات شرک کا آغاز محسوس بھی نہیں ہوتا۔

ایک دفعہ مجھے خود ذاتی طور پر اس قسم کے ایک حملے کا تجربہ ہوا۔ ربوہ کی بات ہے بہت پرانی کوئی پچیس تیس سال کی بات ہے کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر، اوّل تو میں اسی وجہ سے لگاتا نہیں تھا پہلے اپنے گھر میں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عموماً اس کو پسند نہیں فرمایا، پھر چونکہ دیکھا کہ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت اس کی عادی ہو چکی ہے اور ایک عام تصویر کے طور پر دیکھتی ہے اس کے ساتھ کسی قسم کی غیر معمولی عظمت کا خیال منسلک نہیں کرتی اور پھر آنے والوں کے لئے اور اس خیال سے کہ بچے دیکھیں اور ان کو پتا تو ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کون تھے اور ان کی پاکیزہ صورت سے ان کے دل پر نیک اثر پڑے۔ میں نے بھی تصویر لگائی لیکن ایک دفعہ جب میں اس کمرے میں کپڑے بدل رہا تھا اچانک مجھے شرم سی محسوس ہوئی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر کے سامنے اور وہ پہلی خطرناک الارم کی گھنٹی تھی جو میرے اندر بجی۔ مجھے خیال آیا کہ یہ کیسی مشرکانہ بات ہے۔ تصویر سے اس خیال سے میں شرما رہا ہوں کہ میں تصویر کو دیکھ رہا ہوں حالانکہ تصویر کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ تصویر کو دیکھ کر یہ خیال کر لینا کہ ہم اس تصویر کے سامنے بری باتیں نہ کریں۔ پھر یہ ساری باتیں پھر میرے ذہن میں اُبھرنی شروع ہوئیں۔ تصویر کو دیکھ کر یہ خیال پیدا ہو کہ بعض حالتوں میں تصویر الٹی کر دی جائے، بعض میں سیدھی کر جائے، کوئی بیہودہ حرکت کرنی ہو تو تصویر کو الگ کر دیا جائے یہ سارے شرک اسی رستے سے داخل ہوتے ہیں اور

رفتہ رفتہ دلوں پر قبضہ کر لیتے ہیں۔اس وقت مجھے خیال آیا کہ اصل تو تقویٰ نام ہی اس بات کا ہے کہ سوائے خدا کے حاضر ناظر ہونے کے تصور کے اور کوئی تصور نہ ہو۔ چنانچہ سارے قرآن میں تمام احادیث میں تمام کلام مسیح موعود علیہ السلام میں آپ کو اللہ کے تقویٰ کے سوا کسی کے تقویٰ کا ذکر نہیں ملے گا۔ خدا کا تقویٰ لیکن رسول کا تقویٰ نہیں، رسول کی محبت، رسول کا ادب، رسول کی اطاعت لیکن کہیں بھی آپ کو رسول کے تقوے کا کوئی محاورہ نظر نہیں آئے گا۔ پس وہ شخص جو ہمیشہ خدا کی نظر میں ہے اگر وہ کوئی بیہودہ حرکت کرتے ہوئے خدا سے نہیں شرما رہا اور ایک تصویر سے شرما رہا ہے تو یہ اگر بت پرستی نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ اس لئے ظاہری طور پر آپ چاہے اپنے آپ کو شرک پر آمادہ نہ پائیں لیکن خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں سچ فرمایا ہے کہ شیطان ایسا ظالم ہے کہ وہ اس طرح چھپ کر اپنی کمین گاہوں سے حملہ کرتا ہے کہ آپ دفاع کے لئے تیار ہی نہیں ہوتے اور آپ کے دلوں پر حملہ ہو چکا ہوتا ہے۔

پس اس تصویری نمائش نے میری توجہ اس طرف بھی مبذول کی کہ جماعت کو توحید کی طرف دوبارہ متوجہ کروں۔ یہ تمام تصویریں محض تصویریں ہیں ان کی کوئی حقیقت نہیں۔ یادوں کو تازہ کرنے والی بعض باتیں ہیں، اس سے زیادہ ان کی کوئی حقیقت نہیں۔ وہ کام جو آپ خدا کی موجودگی میں تنہائی میں نہیں کر سکتے وہی ہے جو خدا کی خاطر رکنے والی بات ہے۔ جو کام آپ خدا کے تصور کی وجہ سے تنہائی میں نہیں کرتے وہ نیکی ہے اور جو کرتے ہیں اس کے باوجود وہ آپ کی کمزوری اور گناہ ہے لیکن اگر آپ کسی تصویر کے سامنے یا کسی اور کے سامنے رُک جاتے ہیں تو وہاں سے پھر گناہ نہیں بلکہ شرک کا مضمون شروع ہو جاتا ہے اور بعض دفعہ تو وہ، قرآن کریم نے اس طرح بیان فرمایا ہے کہ خدا سے تو ڈرتے نہیں بنی نوع انسان سے ڈرتے ہو۔ وہ بھی اتنا شرک نہیں کیونکہ میں جانتا ہوں اس کو اگر باریکی سے اگر اس کا جائزہ لیا جائے تو اس کے بہت سے ایسے عوامل ہیں کہ جو معاملے کو مبہم کر دیتے ہیں اور قطعی طور پر آپ نہیں کہہ سکتے کہ یہ شرک ہے۔ خدا کے سامنے تو انسان کی مجبوری ہے بیچارے کی۔ وہ تو دیکھ ہی رہا ہے ہر وقت، اس سے تو چھپا جا سکتا ہی نہیں۔ اس لئے جس سے چھپا جا سکتا ہے اس سے چھپ جاتے ہیں اس کا ایک یہ پہلو بھی ہے۔ تو وہ مضمون جو ہے کہ لوگوں سے ڈرتے ہو اور خدا سے نہیں ڈرتے وہ ذرا اور مضمون ہے اس کا اس وقت تفصیل کا وقت نہیں ہے لیکن اگر تصویر کے

سامنے آپ رُک جاتے ہیں تو یہ یقیناً شرک ہے۔ اس کا کوئی جواز نہیں۔ لوگوں کے سامنے رُکنا ایک طبعی حیاء کے نتیجے میں بھی ہوتا ہے اور حیاء وہیں پیدا ہوتی ہے جہاں روکا جا سکتا ہے۔ روزمرہ آپ کو دیکھنے والا ہے وہاں حیاء رہتی کوئی نہیں۔ بیویوں کو خاوندوں سے حیاء نہیں رہتی، خاوندوں کو بیویوں سے حیاء نہیں رہتی لیکن وہی باتیں جب باہر نکلتے ہیں تو باعث حیا بن جاتی ہیں۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کا اور بندے کا معاملہ ہے۔ ایسی بے اختیاری ہے کہ انسان بے حیا تو نہیں کہہ سکتے لیکن مجبوری ہے، بے بسی ہے، خدا کے سامنے اپنے کمزوریاں ظاہر کرنے پر انسان مجبور بنا بیٹھا ہے لیکن بندوں کے سامنے یہ بات نہیں اس لئے وہ چھپتا بھی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کمزوری کہہ لیں اس کو لیکن شرک نہیں لیکن جب اگر تصویر کے سامنے آپ چھپتے ہیں یا حیا محسوس کرتے ہیں یا تصویر کو مخاطب کر کے کہتے ہیں کہ اوہ تیرے سامنے میں بیٹھا ہوں، تو مجھے کیا کہتی ہوگی، یا میرا دل یہ کہتا ہے کہ تو یہ تھا اور میں کیا ہوں؟ تو یہ ساری باتیں شرک خفی بن جاتی ہیں جو آگے جا کے قوموں کو ہلاک کر سکتی ہیں۔ اس لئے جماعت کو میں متنبہ کرتا ہوں کہ تصویروں کو تصویروں کی حد تک رہنے دیں ایک ذرہ بھی اس سے زیادہ ان کو اہمیت نہ دیں اور جہاں ایک ذرہ بھی شرک کی طرف مائل کرنے والی ہوں وہاں ان تصویروں کو الگ کر دیں۔ ان کا مقام پھر بند ہونے میں ہے ظاہر ہونے میں نہیں۔ ان کو خاص موقعوں کے لئے ،بعض مقاصد کے لئے استعمال کرنے کے لئے رکھ لیں ورنہ ان کو نہ رکھیں۔ میری تصویروں کا بھی رواج بڑھ رہا ہے مجھے اس چیز سے اس کا بھی خیال آیا کہ بعض لوگوں کے متعلق پتا لگا وہ باقاعدہ اس کو سجا کے رکھتے ہیں۔ **نعوذ باللہ من ذالک** ۔ جو نہایت ہی بیہودہ حرکت ہے۔ اس خیال سے میں پاکستان میں لوگوں کو بھیج دیتا ہوں کہ دیر ہوئی دیکھے ہوئے اور بچوں کو بھی دکھانا ہوتا ہے۔ وہ ایک ایسا جذبہ ہے جو نیکی پر مبنی ہے لیکن اگر آپ اس کو ایسی اہمیت دینے لگ جائیں نعوذ باللہ کہ پھولوں میں سجا کے رکھا ہوا ہے تو نہایت ہی خطرناک مشرکانہ حرکت ہے، نہایت قابل نفرت حرکت ہے اور مجھے بھی آپ اپنے ساتھ گنہگار کرتے ہیں۔ اگر میرے علم میں آئے اور میں اس کو نہ روکوں تو میں جوابدہ بن جاتا ہوں۔ اس لئے جب میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالے سے یہ بات کر دی ہے تو میری اور دیگر خلفاء کی پھر کوئی بھی حیثیت نہیں رہتی۔ ہمارے اوپر یہ مضمون بھی اسی طرح صادق آتا ہے بلکہ حیثیت کے لحاظ سے ہماری حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابل پر کوئی حیثیت نہیں۔ اگر

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی تصاویر کے ساتھ آپ کا کوئی بھی دور کا بھی مشرکانہ تعلق نہیں ہے تو ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ خلفاء کے لئے بھی آپ کے دل میں کوئی ناجائز جذبہ نہیں ہوگا۔

اس نصیحت کے علاوہ اب میں ایک اور مضمون کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ ہم نے دنیا میں توحید کو پھیلانا ہے اور تمام بنی نوع انسان کو ایک کرنا ہے۔ اس سلسلے میں ایک خطرہ ہے جو بار بار سر اٹھاتا ہے اور بار بار اس کی طرف متوجہ کرنے کی ضرورت ہے کہ قومی اور ملکی اور جغرافیائی اختلافات کو احمدیت کی یکجہتی کی راہ میں حائل ہونے دیا جائے۔ یہ ایک ایسا خطرہ ہے جو بعض دفعہ دب جاتا ہے بعض دفعہ سر اُٹھاتا ہے۔ بعض ملکوں میں فتنے پیدا ہوتے ہیں تو وہاں سر اٹھالیتا ہے۔ بعض خلافتوں کے دوران یہ دب جائے گا اور بعض خلافتوں کے دوران دوبارہ اُٹھے گا۔ یہ تفصیلی مضمون ہے اس کی وجوہات میں اور اسباب کے پس منظر میں جانے کی ضرورت نہیں مگر میں جماعت کو متنبہ کرتا ہوں کہ ہم امت واحدہ ہیں۔ ایک خدا کے بندے ہیں، ایک خدا کی آواز پر لبیک کہنے والے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے ہماری وحدت کی جو بنیاد ڈالی ہے اس میں خلل نہیں واقع ہونے دینا اور نسلی تفریق اور قومی تفریق اور جغرافیائی تفریق، کالے، گورے اور سفید کی تفریق۔ یہ تفریق نہیں پیدا ہونے دینی۔ جن جن ملکوں میں احمدیت پھیل رہی ہے وہاں سب سے زیادہ خطرہ اس بات کا ہے کہ پاکستانیت کے اوپر حملہ کر کے اس بات کو اُٹھایا جائے کہ احمدیت تو اسلام ہے یعنی عالمگیر ہے۔ یہ پاکستانی کلچر، یہ پاکستانی مزاج، یہ پاکستانی عادات ہمیں قبول نہیں ہیں احمدیت کے نام پر۔ یہ دیکھنے میں بالکل معقول اور جائز بات ہے اس سے انکار نہیں ہوسکتا لیکن سوال یہ ہے کہ کون سی چیز پاکستانیت ہے اور کونسی نہیں ہے اور کیا واقعی احمدیت پاکستانیت ٹھونس رہی ہے یا نہیں ٹھونس رہی اگر صرف اتنا سوال ہوتو پھر خطرہ نہیں ہے لیکن جب یہ کہا جاتا ہے کہ دین اسلام ہے اور تمام دنیا کا واحد مشترک دین ہے اور پاکستان سے آنے والے ایک ملک کے نمائندہ ہیں تو پھر آئندہ بہت سے خطرات کے رستے کھل جاتے ہیں اور یہاں سے آغاز ہوکر پھر تفریق کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے کہ نہیں ہم پاکستانیت کو قبول نہیں کریں گے، فلاں بات قبول نہیں کریں گے۔ ایک باغیانہ رجحان، ایک نفرت کا رجحان، ایک قومیت کی تفریق کا رجحان پیدا ہونا شروع ہوجاتا ہے اور یہ رجحان ضروری نہیں کہ سفید ملکوں میں ہو کالے ملکوں میں بھی ہوجاتا ہے، زرد ملکوں میں بھی ہوجاتا ہے۔ ہر ملک میں یہ خطرہ ہے کیونکہ یہ

رجحان شیطان پیدا کرتا ہے اور شیطان ہر جگہ ایک ہی مزاج رکھتا ہے۔ اس نے وحدت پہ حملہ کرنا ہے اور اس کے لئے بڑا بہانہ ہے۔ چنانچہ اسلام کی تاریخ میں ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے ملکوں میں جب اسلام پھیلا ہے تو یہی حملہ اسلام پر کیا گیا تھا کہ یعنی اب بھی اسلام ہی ہے لیکن اسلام کے آغاز پر بھی کیا گیا تھا اور ایرانی نے یہ سوال اٹھا دیا کہ کون سی بات اسلام ہے اور کونسی ایرانیت ہے۔ کون سے مزاج اسلامی مزاج ہیں اور کون سے عرب مزاج ہیں جن کو ہم قبول کرنے پر آمادہ نہیں ہوں گے، پھر ان کے خلاف بغاوت کریں گے اور کئی ایرانی مزاج اسلام میں داخل کئے گئے۔ حالانکہ اگر عرب مزاج کو قبول نہیں کرنا تھا تو اس ایرانی مزاج کا کیا حق تھا کہ اسلام میں داخل ہو جاتا۔ اسلام تو پھر بے مزاج کے ایک فلسفے یا بلانظر یہ حیات کے طور پر قائم رہنا چاہئے تھا لیکن یہ دوسری چیز اس کے تتبع میں ضرور آیا کرتی ہے۔ جب آپ کہتے ہیں کہ پاکستانی نہیں تو پھر کوئی اور چیز اس کی جگہ ہے حالانکہ یہ بحث ہی ظالمانہ اور جھوٹی اور شیطانی بحث ہے۔ ہر احمدی کا دنیا کے ہر ملک میں یہ حق ہے کہ یہ مطالبہ کرے کہ مجھے سمجھاؤ کہ کونسی چیز اسلام ہے اس کو میں قبول کروں گا لازماً اور مجھے یہ سمجھاؤ کہ کون سی چیز رواج ہے جو اسلام کا لازمی حصہ نہیں یہ تو ہر شخص کا حق ہے اور ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ اپنی عادات کو اسلام کے طور پر پیش نہ کرے اور جہاں اگر یہ ایسا اختلاف پیدا ہو وہاں ضروری ہے ہر ایک کے لئے کہ وہ مرکز کو متوجہ کرے بجائے اس کے کہ یہ بحثیں اٹھائی جائیں اور ایک قوم کا مزاج خراب کیا جائے۔ آسان حل یہ ہے کہ جہاں بھی اس قسم کا اختلاف ہو خواہ جرمنی میں ہو، انگلستان میں ہو، نائیجیریا یا گھانا میں ہو فوری طور پر خلیفہ وقت کو لکھا جائے کہ یہ بات ہے جو مبلغ کہہ رہے ہیں اور بعض جماعت کے ممبروں کا خیال یہ ہے کہ یہ اسلام نہیں ہے بلکہ اسلامی تعلیم کا ایک پاکستانی اظہار ہے جو نائیجیرین یا غانین اظہار بھی ہو سکتا ہے یعنی اسلام کی روح سے منحرف ہوئے بغیر اسی چیز پر عمل کرتے ہوئے ہم نے ایک نائیجیرین اظہار بھی کر سکتے ہیں، غانین اظہار بھی کر سکتے ہیں، جرمن اظہار بھی کر سکتے ہیں اور انگلستانی یعنی برٹش اظہار بھی کر سکتے ہیں۔ اس سے کوئی انکار نہیں لیکن اگر تقویٰ اور صداقت شعاری کے ساتھ یہ بات پوچھ لی جائے اور بات حل کروالی جائے تو اس سے کوئی خطرہ نہیں لیکن معین بات کئے بغیر جب عمومی بحثیں آپ چھیڑتے ہیں تو اکثر لوگوں کو پتا ہی نہیں ہوتا کہ ہم بات کیا کر رہے ہیں۔ صرف ایک نفرت اور تفریق کے جذبات ہیں جن سے وہ کھیلنے لگ جاتے ہیں پھر وہ

جذبات ان سے کھیلنے لگ جاتے ہیں۔ پھر وہ ان جذبات کے ہاتھوں میں کھلونا بن جاتے ہیں، پھر وہ جس طرف چاہیں ان کو لے جائیں اور اس کا آغاز شیطان سے ہوتا ہے کیونکہ شیطان حملہ کرتا ہے عموماً ان جگہوں سے جہاں سے انسان کو نظر نہیں آتا۔ تو جہاں توحید کا مضمون چلا ہے وہاں میں یہ بھی آپ کو متنبہ کرتا ہوں کہ اس قسم کے خطرات جماعت کے پھیلنے کے ساتھ بڑھنے شروع ہوں گے۔ کیونکہ غیر تربیت یافتہ لوگ آئیں گے اور بعض لوگ اپنی نادانی میں خواہ وہ پاکستان کے ہوں یا ہندوستان کے یا کسی اور ملک کے اپنے ملک کے کلچر کو اس شدت کے ساتھ بھی پیش کریں گے کہ گویا وہی اسلام ہے۔ وہ بھی غلط ہے لیکن خطرات ہیں اور غلطی خواہ کسی کی بھی ہو دوسرے فریق کو محتاط ہو جانا چاہئے اور یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ حملہ شیطانی حملہ ہے اس کے دفاع کے لئے ہمیشہ مستعد رہنا چاہئے۔ ہم نے دنیا کو امت واحدہ بنانا ہے اور اس کے لئے ہم ہر قربانی کے لئے تیار ہیں اور یہ عزم لے کر اُٹھے ہیں کہ کسی قیمت پر بھی اسلام کی، انسانیت کی وحدت کو منقسم نہیں ہونے دینا۔ کیونکہ میرا کامل ایمان ہے، میرا دین یہ ہے کہ توحید کامل کے نتیجے میں انسانی وحدت حاصل ہوتی ہے اور اگر انسانی وحدت نہ رہے تو توحید کا تصور بھی منقسم ہو جاتا ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ ایک ایسا پیغام جو انسان کو اکٹھا نہ کر سکے وہ توحید کا پیغام ہو۔ لازماً اس پیغام میں رخنے پڑتے ہیں۔ بعض دفعہ پیغام غلط سمجھا جاتا ہے اس کے نتیجے میں قومیں تقسیم ہو جاتی ہیں۔ بعض دفعہ قومیں متفرق ہونے لگتی ہیں تو پیغام کو منقسم کر دیتی ہیں۔ تو توحید سے وفا کا تقاضا یہ ہے کہ ان چیزوں کے اوپر ہمیشہ متنبہ اور مستعد اور نگران رہیں۔ کسی قیمت پر بھی انسان کو انسان سے الگ نہ ہونے دیں اور قومیت کے تصور کو جاہلانہ باطل اور شیطانی تصور سمجھیں۔

اس ضمن میں ایک اور ہدایت مجھے یاد آ گئی جو میں نے صد سالہ جشن کی تقریبات کے سلسلے میں دی تھی مگر مجھے کہیں وہ سنائی نہیں دی۔ وہ ہدایت ایسی ہے جس کا شنوائی سے تعلق تھا۔ میں نے تاکید کی تھی کہ نمائشوں کے دوران حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایسا کلام جس میں اللہ تعالیٰ کی حمد کا ذکر ہو یا حمد پر مشتمل کلام ہو یا نعتیہ کلام ہوں آنحضرت ﷺ کے عشق میں یا بنی نوع انسان کی ہمدردی پر مشتمل کلام ہو وہ اچھی آواز میں پڑھ کے سنایا جائے اور جسے کہتے ہیں بیک گراؤنڈ میوزک۔ تو بیک گراؤنڈ میوزک کے طور پر وہ چلتا رہے۔ اس کا طبیعتوں پر بہت عمدہ اثر پڑتا ہے۔

چنانچہ اس سلسلے میں ساری دنیا میں تحریک کر کے بعض اچھی آواز والوں کی آواز میں کیسٹس یہاں منگوائی گئیں اور ان کا جائزہ لے کر کم سے کم ہدایت ضرور میں نے کی تھی ان کو دوبارہ سب دنیا میں بھجوایا جائے یعنی ایک دفعہ اکٹھا کیا جائے پھر چن کر دوبارہ منتشر کیا جائے تا کہ اچھی آواز میں، صحیح تلفظ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلام ان نمائشوں میں پڑھا جایا کرے۔

اس کے ساتھ ہی ایک یہ بھی تاکید کی تھی کہ چونکہ یہ صدی غلبہ توحید کی صدی کے طور پر ہم منا رہے ہیں اس لئے خاص طور پر وہ نغمہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جس میں ہے لا الہ الا اللہ۔ مصرعہ تو نہیں ہر مصرعے کے آخر پر یا ہر شعر کے دوسرے مصرعے کے آخر پر آتا ہے۔

ع ہے دست قبلہ نما لا الہ الا اللہ

(کلام محمود صفحہ: ۹۰)

وہ بھی ایسی نظم ہے جو بہت ہی عمدہ ترنم کے ساتھ پڑھی جاسکتی ہے۔ ویسے تو ہر شعر ترنم سے پڑھا جاتا ہے لیکن بعض اشعار کے زیر و بم کو موسیقیت کے ساتھ ایک خاص مناسبت ہوتی ہے اور یہ نظم ایسی ہے جس کا ترنم تمام دنیا کے انسانوں کو متاثر کر سکتا ہے۔ اس کو بھی لگانا چاہئے۔ کچھ میں نے منگوائے تھے نمونے مگر ابھی تک مجھے کوئی ایسا دل کو لگا نہیں کہ بہت ہی غیر معمولی ہو۔ حالانکہ یہ نظم ایسی ہے جس کو بہت ہی اعلیٰ، بہت ہی موثر آواز میں پڑھا جا سکتا ہے۔ تو یہ اگر نظم بھی اس وقت دہرائی جائے، اس کے ساتھ مجھے خیال آیا ہے کہ آپ کو ان اشعار کا ترجمہ بھی کرنا چاہئے اور وہ بھی موسیقی کے اثر میں زیادہ گہرائی پیدا کر دیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مثلاً کلام ہے

ع اے خدا اے کارساز و عیب پوش و کردگار

(درثمین صفحہ: ۱۲۵)

اس کو ایک شخص شعر میں پڑھتا ہے تو اس کے بعد اس کا ترجمہ ایک باوقار اثر انداز آواز میں سنایا جائے ٹھہر ٹھہر کے بجائے اس کے کہ مسلسل نظم ہو رہی ہے یا اس سے پہلے پڑھ لیں وہ ترجمہ۔ آواز میں اگر نثر کے انداز میں بھی کوئی بات کہی جائے تو بعض دفعہ ایک آواز میں موسیقی ہوتی ہے اور آواز میں وقار ہوتا ہے اور بعض پڑھنے والے ایسے انداز میں نثر پڑھتے ہیں کہ اس کا اثر نغموں کا سا پڑتا ہے۔ ایسے دوست دنیا میں ہر جگہ موجود ہیں۔ افریقہ میں تو میں جانتا ہوں۔ میں نے اپنے دورے

میں دیکھا ہے۔ خدا تعالیٰ نے بڑی بڑی عظیم الشان با اثر آوازیں ان لوگوں کو عطا کی ہیں اور وہ عام جب گفتگو بھی کرتے ہیں تو ان کی آواز میں ایک دبدبہ، ایک شوکت ہے۔ ایسے کلام کو بجائے اس کے کہ صرف اردو زبان میں پڑھ کر سنایا جائے یا منظوم کرنے کی کوشش کی جائے جو بہت ہی مشکل کام ہے۔ نثر میں ترجمہ کر کے اور نغماتی طریق پر اس سے پہلے ایک آرٹسٹ کی طرح پڑھ کر سنایا جائے اور پھر وہ شعر شروع ہو جائے اُردو نظم کا اور اس کے بعد جب اس کا اثر ہو جائے اس کو دہرایا بھی جا سکتا ہے پھر ایک ترجمہ اور پھر وہ شعر تو اس طرح آپ کی نمائش جو ہے وہ بہت ہی خوبصورت ہو جائے گی اور ان باتوں سے مزین ہو جائے گی، غیر معمولی اس کے اندر اثر پیدا ہو جائے گا۔

جہاں تک رپورٹوں کا تعلق ہے آخری بات اس ضمن میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تمام جماعتیں اس بات کی نگرانی کریں ملکی سطح پر کہ ان کے ہاں کی رپورٹیں پہنچ رہی ہیں اور وہ نگرانی اسی طرح ہو سکتی ہے کہ ان کو یہ تاکید کریں کہ جو رپورٹ وہ مجھے بھجواتے ہیں اس کی ایک نقل ان کو بھجوائیں اور دوسرے مجھے براہ راست ملک بھی رپورٹیں بھجوائیں کہ ہم نے جو جائزہ لیا ہے ہمارے ملک میں اس میں لٹریچر کی یہ کیفیت ہے۔ تو مختلف مقامات جہاں انتظام ہیں وہ براہ راست رپورٹیں بھجوائیں اور ملک اپنی اجتماعی رپورٹ براہ راست بھجوائیں اور ان کی نقول وہ ایک دوسرے کو بھجوا دیں۔ تا کہ ہر ایک کو پتا چلے کہ کیا ہو رہا ہے۔ مثلاً ہندوستان ہے، ہندوستان میں اگر گیارہ یا بارہ مراکز ہیں جہاں نمائش ہونی ہے، جہاں لٹریچر کی تقسیم کے سنٹر بنائے گئے ہیں اگر ہندوستان کی رپورٹ ان سارے مراکز کے متعلق مجھے آرہی ہے اور ساتھ ہر مرکز کو بھی جارہی ہے تو اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ ہر مرکز کو معلوم ہوگا کہ دوسرا مرکز کیا کام کر رہا ہے اور کون کتنا آگے بڑھ چکا ہے۔ اس سے انشاء اللہ تعالیٰ ایک سے دوسرے کی راہنمائی بھی ہوگی اور جذبہ رشک پیدا ہو کر آگے بڑھنے کے لئے انسان پہلے سے زیادہ مستعد ہوں گے۔

اس کے ساتھ ساتھ ایک رپورٹ اور بھی داخل کر لیں کہ بعض مراکز کے تعمیر کا کام دیر سے شروع کیا گیا تھا اور ابھی تک وہ مراکز مکمل نہیں ہوئے یا اگر مکمل ہو چکے ہیں تعمیری لحاظ سے تو ان کے اندر جو اندرونی سیٹنگ ہوتی ہے وہ نہیں ہو سکی۔ مجھے علم نہیں ہے کہ اس وقت کس حالت میں کونسا مرکز ہے۔ بعض ہیں جو براہ راست رپورٹ بھیج دیتے ہیں اور بعض ہیں جو نہیں بھیجتے نہ ان کے ملک کی

طرف سے آتی ہے۔ مثلاً کل سرینگر کی طرف سے مجھے رپورٹ ملی ہے اور وہاں وہ بھی اس لحاظ سے مستعد جماعت ہے۔ وہ ساتھ ساتھ مجھے بتا رہے ہیں کہ جس ہال کی منظوری لی گئی تھی وہ ان مراحل سے گزرتا ہوا یہاں تک پہنچ چکا ہے، اب تعمیر کا یہ کام ختم ہو گیا ہے اور کتابیں سجانے کے لئے شیلف بنائے جا رہے ہیں، دوسرے فرنیچر وغیرہ کی تیاری، اس قسم کی تفصیلی رپورٹ وہ بھیجتے رہتے ہیں۔ میرے علم میں رہتا ہے کہ کیا ہو رہا ہے لیکن بہت سے ممالک ہیں انہوں نے اشارہ بھی نہیں کبھی کیا کہ کیا ہو رہا ہے؟ بعض باتوں میں بڑے مستعد ہیں اور بعض باتوں میں بالکل غافل ہو جاتے ہیں۔ افریقہ کے کئی ممالک ہیں تبلیغ کے لحاظ سے نہایت اعلیٰ لیکن کبھی نہیں بتایا کہ جس مرکز کی تعمیر کی، جس نمائش کے ہال کی تعمیر کی اجازت دی تھی جس پہ بڑے بڑے اخراجات کی اجازت ملی ہوئی ہے اس کو ہو کیا رہا ہے۔ اب تک کتنی کارروائی ہوئی ہے، کتنا کام آگے بڑھا؟ کچھ پتا نہیں۔ تو یہ خیال نہ کریں کہ میں بھول جاتا ہوں، مجھے کچھ پتا نہیں لگتا۔ اگر بھول بھی جاؤں تو آپ میں سے بعض یاد کروا دیتے ہیں۔ اس لئے خلیفہ وقت کے بھولنے کا سوال ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا انتظام کیا ہوا ہے کہ ساری جماعت ایک وقت میں نہیں سوتی۔ اگر دس سوئے پڑے ہیں تو ایک بیچ میں سے جاگا ہوگا اور وہ توجہ مبذول کروا دیتا ہے خلیفہ وقت کی کہ میں جاگا ہوا ہوں دیکھیں باقی اور کون کون سویا ہوا ہے۔ اس لئے یہ خدا نے نظام ہی ایسا قائم کر دیا ہے۔ یہ ہمہ وقت نگرانی کا نظام ہے کوئی چیز چھپ نہیں سکتی۔ اس لئے یہ تو وہم بھی نہ کریں کہ آپ کی غفلتیں اور کمزوریاں اگر آپ پردہ ڈالنا بھی چاہیں تو چھپ جائیں گی۔ خدا تعالیٰ نے نظام خلافت کی یہ برکت رکھی ہے جو انشاء اللہ آئندہ عالم میں پھیلتی چلی جائے گی کہ ایک مرکزی ایسی نظر پیدا کر دی ہے جس کو روشنی دنیا بھر کی احمدی نظروں سے ملتی ہے اور وہ اپنی بصیرت سے خلیفہ وقت کو حصہ دیتے چلے جاتے ہیں۔ اسی لئے میں نے ایک دفعہ آغاز ہی میں یہ خطبہ دیا تھا کہ جماعت کا مجموعی تقویٰ خلیفہ وقت کے تقویٰ جمع ساری جماعت کے تقویٰ پر مشتمل ہے اور یہ مجموعی طور پر خلیفہ کی ذات میں منعکس ہونے لگ جاتا ہے۔ اسی طرح آپ کی بصیرت مجھ سے جدا نہیں، میری بصیرت آپ سے جدا نہیں۔ ہم سب کی مجموعی بصیرت کا نام خلافت احمدیہ ہے۔ اس لحاظ سے ایک عظیم الشان نظام ہے جس کی کوئی مثال دنیا میں نہیں۔ بڑی سے بڑی حکومتیں بھی ہوں وہاں بھی اس قسم کے بصیرت افروز نظام قائم نہیں ہیں۔ پس چھپنا تو آپ نے ہے نہیں اور پھر مجھ سے چھپ بھی

جائیں فرض کریں تو ہمارا نظام تو ہے ہی اس بات پر کہ خدا دیکھ رہا ہے۔ وہی بات جس سے میں نے آغاز کیا تھا اسی پہ ختم کرتا ہوں۔ خدا ہمہ وقت ہمیں دیکھ رہا ہے اس سے چھپنے کا کوئی سوال نہیں ہے۔ ہم خدا کی خاطر سارے منصوبے بناتے ہیں، خدا کی خاطر ان پر عمل درآمد کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لئے اس تصور کو ہمیشہ زندہ رکھیں، اس احساس کو ہمیشہ زندہ رکھیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے تمام فرائض کو بہترین رنگ میں پورا کرنے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے گا۔

آخر پر ایک دعا کی تحریک کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کو علم ہے کہ ہمارا مباہلے کا سال قریباً قریب الاختتام ہے اس پہلو سے کہ ۱۰/ جون جمعۃ المبارک کو میں نے تمام دنیا کے مکذبین اور مکفرین کے آئمہ کو یعنی ان میں سے جو چوٹی کے سربراہ ہیں ان کو چیلنج دیا تھا۔ ان میں سے بعض نے قبول کیا، بعض نے نہیں کیا اور جنہوں نے قبول کیا انہوں نے شرطیں ایسی لگا دیں کہ عملاً نہ قبول کرنے کے مترادف تھا۔ بعضوں کو خدا نے پکڑا اور عبرت کا نشان بنا دیا، بعض ابھی باقی ہیں لیکن اس مضمون پر میں انشاء اللہ آئندہ خطبے میں روشنی ڈالوں گا۔ کیونکہ وہ ۹ تاریخ کا خطبہ ہوگا یعنی اس وقت سال پورا ہو چکا ہوگا۔ جو سال دس کو شروع ہو وہ نو کو پورا ہوتا ہے اور نو کو بھی جمعہ ہے اس لئے انشاء اللہ اس وقت مختصراً کوشش کروں گا کہ عمومی تبصرہ کروں کہ اس سال میں کیا ہوا اور آئندہ کیا ہونا ہے؟ کیونکہ بعض لوگوں نے چیلنج دیر سے قبول کیا۔ جہاں تک میرا اور جماعت کا تعلق ہے اس سال میں خدا نے ہم سے کیا سلوک کیا وہی نشان بنے گا ہماری صداقت کا اور کیا کیا خدا کی رحمتیں اور عنایات نازل ہوئیں، ہم کس حد تک سچائی کے قریب گئے ہیں اصل تو یہ نشان ہے مباہلے کی کامیابی کا۔ تو یہ میں مختصر روشنی ڈالوں گا پھر تفصیل کے ساتھ انشاء اللہ اگر موقع ملا تو جلسہ سالانہ پر بھی گفتگو ہو جائے گی لیکن بہر حال آئندہ خطبہ میں میں یہ بیان کرنے لگا ہوں۔

جو بات میں آج کہنا چاہتا ہوں اس سے متعلق وہ یہ ہے کہ ان آئندہ چند دنوں میں مخالفین علماء کی طرف سے شدید بے چینی کا اظہار ہوگا۔ شدید بے اطمینانی کا اظہار ہوگا کیونکہ وہ یہ سمجھیں گے کہ سال گزر چکا اب چند دن رہ گئے ہیں خدا تعالیٰ نے تو ان لوگوں پر کوئی لعنت نہیں ڈالی۔ بلکہ یہ ترقی کرتے چلے گئے ہیں۔ اسی مباہلے کے سال میں ان کا صد سالہ جوبلی کا سال آ گیا، ساری دنیا میں ترقی ہوئی، بے شمار خدمات کی توفیق ملی، عظیم الشان خدا تعالیٰ نے ان پر رحمتیں نازل فرمائیں اور جس

چیز کے ہم منتظر تھے وہ ہمیں نہ دکھایا۔ تو اگر خدا ہی غیرت نہیں رکھتا اُن کے نزدیک نعوذ باللہ من ذالک۔ اگر خدا ہی سچائی کے لئے غیرت نہیں رکھتا تو پھر ہم ہی غیرت دکھائیں پھر۔ تو کیوں نہ ہم اپنے ہاتھ میں لیں اس نظام کو اور ان کو تکلیفیں پہنچائیں۔ یہی وہ جذبہ تھا جس کے نتیجے میں ننکانہ صاحب والا دردناک واقعہ ہوا اور اسی آگ میں جلتے ہوئے انہوں نے ایک اور منصوبہ بنایا تھا کہ ۲۵/ جون کو دوبارہ سارے پاکستان میں صرف ایک دو قصبوں میں نہیں احمدیوں کے گھر جلانے، اموال لوٹنے اور ان کے خلاف عام فساد برپا کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کے لئے ایسے انتظام رکھے ہیں کہ ہر قسم کے ان کے منصوبوں کی اطلاع ملتی رہتی ہے۔

اب ان کا ایک یہ منصوبہ ہے کہ ۹ تاریخ یا ۱۰ تاریخ کو، ۹ کو جمعہ ہے ہوسکتا ہے ۹ کو شروع کریں اور ۱۰ چونکہ وہ دن یاد کرواتا ہے مباہلے کا دن۔ یعنی ۱۰ تاریخ وہ دن یاد کرواتی ہے اس لئے بعضوں کا خیال ہے ۱۰ کو ہی چنیں گے۔ ایک دفعہ پھر یہ اپنی یہ رذیل کوشش کریں گے کہ جماعت احمدیہ کو نقصان پہنچائیں، فسادات کریں اور اس طرح گویا کہ خدائی کو اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش کرتے ہوئے دنیا کو یہ دکھائیں کہ دیکھو مباہلہ جماعت کو کتنا مہنگا پڑا ہے اور کتنا نقصان دہ ثابت ہوا۔ جہاں تک ان کی اس خواہش کا تعلق ہے یہ خواہش تو لازماً جھوٹی نکلے گی۔ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو جو ترقی دینے کے فیصلے کئے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے جماعت پر فضل نازل فرمانے کے فیصلے کئے ہیں ان کی راہ میں تو کوئی کھڑا نہیں ہوسکتا۔ کوئی دنیا کی طاقت روک نہیں بن سکتی۔ یہ آسمان کی بارشیں ہیں جو چھتریوں سے رکا نہیں کرتیں۔ چھتوں سے بھی نہیں رکا کرتیں۔ ساری کائنات سے جب ساری زمین پر خدا کی بارشیں نازل ہورہی ہوں کون ہے جو عمارتیں کھڑی کر کر کے یا چھتریاں تان کر یا سائبان لگا کر اس بارش کی رحمت کو روک سکے اور خدا کے غضب کی بجلیاں بھی جب کڑکیں تو ان کو بھی دنیا کی کوئی طاقت روکا نہیں کرتی نہ روک سکتی ہیں۔ ہاں انسان کے غضب کی بجلیوں کی راہ میں خدا کی تقدیریں ضرور حائل ہوجایا کرتی ہیں اور اپنے پاک بندوں کو ان سے بچالیا کرتی ہیں۔ اس لئے ہمارا توکل خالصۃً اللہ پر ہے۔ اس عرصے میں دعائیں کریں کہ خدا تعالیٰ نے جہاں ہم پر بے انتہاء احسانات فرمائے ہیں اور سارے عالم میں رحمتوں کی بارشیں نازل فرمارہا ہے وہاں ہمارے پاکستانی بھائیوں کو بھی ان دشمنوں کے شر اور شرارت اور ان کے غضب کی بجلیوں سے بچائے اور یہ دعا کریں

کہ ان کو خدا اتنی عقل دے کہ یہ خدا کے غضب کی بجلیوں سے بچ سکیں ورنہ جتنا یہ غصہ دکھائیں گے اتنا ہی خدا اور زیادہ ان پر غضبناک ہوگا اور زیادہ ان کو اپنی قہری تجلیوں کا نشانہ بنائے گا۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کو کوئی دنیا میں تبدیل نہیں کرسکتا۔ جب احمدی پہ ظلم ہوتا ہے مجھے ان کی تکلیف ہوتی ہے، ان کے تصور سے تکلیف ہوتی ہے کہ انہوں نے خدا کے غضب کو چیلنج کرتے ہوئے اپنے لئے بلایا ہے خود اور جب خود خدا کے غضب کو کوئی قوم بلاوے دینے لگے تو پھر بسا اوقات وہ غضب نازل ہوتا ہے۔ خدا غضب میں دھیما ضرور ہے لیکن اس قسم کے باغیانہ رویے کو کبھی قبول نہیں کیا کرتا اور ایسے باغیانہ رویے کی خطرناک سزائیں دیتا ہے جو قوموں کو عبرت کا نشان بنا دیا کرتی ہیں۔ اسی لئے مجھے تو اس بات کا ڈر ہے۔ بہر حال آپ دعائیں کریں اور جہاں تک پاکستان کے احمدیوں کا تعلق ہے میں ان کو متوجہ کرتا ہوں جس حد تک ان کو توفیق ہے وہ اپنے دفاع اور اپنی حفاظت کے انتظامات کریں اور قانون کے دائرے کے اندر رہتے ہوئے وہ ان کے فتنے سے بچنے کے لئے پوری طرح مستعد ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائے اور ان کو اپنی امان میں رکھے کیونکہ انسانی دفاع کی کوششیں خصوصاً کمزور لوگوں کی دفاعی کوششیں جب تک خدا کا فضل شامل حال نہ ہو کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔ پس وہ دعائیں بھی کر رہے ہیں اور ظاہری کوششیں بھی اختیار کریں گے۔ آپ خصوصیت کے ساتھ دعاؤں کے ذریعے اپنے ان بھائیوں کی مدد کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل کے ساتھ ان حالات کو تبدیل کر دے اور دن بدن روشنی بڑھنی شروع ہو اور اندھیرے پیچھے ہٹنے شروع ہو جائیں۔

مجھے بتایا گیا ہے کہ میں نے خطبے میں ۲۵ /مئی کہنا تھا ۲۵ /جون کہہ دیا غلطی سے۔ منصوبہ ۲۵ /مئی کا تھا اور اب وہ ملتوی کر کے انہوں نے ۹ یا ۱۰ /جون پر ڈال دیا ہے۔ بہر حال اصل ہمارا مولیٰ نگران خدا ہے۔ یہ بات میں آپ کو اچھی طرح سمجھا دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں بار بار یہ مضمون فرماتا ہے کہ وہ لوگ مکر کرتے ہیں، وہ لوگ تدبیر کرتے ہیں لیکن اللہ بہترین تدبیر کرنے والا ہے، اللہ بہترین مکر کرنے والا ہے۔ اس لئے آپ یہ خیال نہ کریں کہ خدا آپ کو چھوڑ دے گا۔ ہمارے تصور بھی ان باتوں تک نہیں پہنچ سکتے جو خدا کی تقدیر ہمارے لئے کر رہی ہے۔ حیرت انگیز انتظام کر رہی ہوتی ہے اچانک یہ کچھ اور سوچ کر اٹھتے ہیں اور کوئی اور آفت پڑ جاتی ہے جو ان کی توجہ کو

کھینچ لیتی ہے۔ کہیں احمدیت کے خلاف فساد کرتے کرتے آپس میں فسادات میں مبتلاء ہو جاتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کے منصوبے چل رہے ہیں اور اس کا مکر یعنی خدا کا مکر جیسا کہ قرآن کریم میں لکھا ہے وہ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ (آل عمران: ۵۵) ہے وہ لازماً غالب آنے والا مکر ہے۔ اس لئے اصل انحصار دعاؤں پر ہے۔ اگر ہم دعائیں کریں گے تو آپ یاد رکھیں کہ خدا تعالیٰ ان کی تدبیریں ان پر الٹ دے گا اور ان کی تدبیریں خدا کی تقدیر پر غالب نہیں آسکتیں۔

ایک اور دعا کی تحریک میں بھول گیا تھا وہ بھی خطبہ ثانیہ سے پہلے کر دیتا ہوں۔ وہ سیرالیون کے لئے خصوصیت سے دعا کی تحریک ہے۔ وہاں کے صدر محترم جو بہت نیک دل انسان ہیں، خدا کا خوف رکھنے والے اور خدا پر ایمان رکھنے والے ہیں۔ انہوں نے عام سیاسی دستور سے ہٹ کر اپنے ملک کی اقتصادی بدحالی سے تنگ آ کر اب یہ تحریک کی ہے کہ آئمہ مساجد اور دیگر مذہبی لوگ سیرالیون کے لئے دعا مانگیں اور دعاؤں کے ذریعے ہماری مدد کریں کیونکہ ہم جو کوششیں کر سکتے تھے کر رہے ہیں، کر چکے ہیں لیکن کوئی نتیجہ نہیں نکل رہا اور دن بدن ہم زیادہ سے زیادہ مفلوک الحال ہوتے چلے جا رہے ہیں اور اقتصادی حالت ہمارے دائرہ اختیار سے نکل چکی ہے ہم سنبھال نہیں سکتے اس کو۔ چونکہ جماعت احمدیہ کے امام کو بھی ان کی طرف سے خصوصی پیغام پہنچا اور وہاں کے جو ہمارے امام ہیں اور وزیر مذہبی امور نے ان کو پریذیڈنٹ کی یہ خواہش پہنچائی کہ تمام احمدی مساجد میں دعا کا اعلان کروایا جائے۔ اس سے مجھے خیال آیا کہ تمام دنیا کی جماعتوں کو ان کے لئے دعا کی تحریک کروں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل کے ساتھ ان کے حالات درست کرے اور جو بھی مخفی محرکات ہیں جو دن بدن ان کی اقتصادی حالت کو گراتے چلے جا رہے ہیں ان پر خدا کا اختیار ہے، بندے کا اختیار نہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے وہ حالات بدل دے اور ان کو سکون اور امن کے دن نصیب ہوں۔ بہت دردناک حالت ہے۔ یہاں تک کہ بعض غریب استاد جن کو پہلے ہی بہت معمولی گزارے ملتے تھے ان کو چھ چھ مہینے تک کی حکومت تنخواہیں بھی نہیں دے سکی۔ ایک ایسے ہی استاد نے تمام دنیا میں چٹھیاں لکھنی شروع کر دیں کہ ہم مر گئے بھوک سے کچھ کرو ہمارے لئے اور بے بسی کا عالم ہے، بالکل بے اختیاری ہے۔ اس لئے خصوصیت سے آپ دعا کریں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس دعا کے نتیجے میں وہاں حالات کو تبدیل فرما دے، ایک نہایت عمدہ پاکیزہ انقلاب برپا ہو جائے۔ اس سے پہلے ہم ایک

تجربہ کر چکے ہیں اور اس کے نتیجے میں خدا کے فضل سے غیر معمولی کامیابی بھی ہمیں نصیب ہو چکی ہے۔ غانا کے متعلق آپ کو یاد ہوگا کہ ایک وقت تھا جب قحط عام ہوتا چلا جارہا تھا، خشک سالی تھی، بارشوں کے کوئی آثار نہیں تھے، دن بدن لوگ بھوک کا شکار ہو رہے تھے اور خیال تھا کہ جس طرح سوڈان کے بعض حصوں میں یعنی ابی سینیا وغیرہ میں نہایت خوفناک قحط پھیلے ہیں وہاں بھی قحط پھیل جائے گا۔ قحط تو پھیلا ہوا تھا اور بڑھ جائے گا۔ اس وقت وہاں کے امیر نے مجھے خاص طور پر دعا کی تحریک کی اور میں نے خطبے میں ربوہ میں غانا کے لئے خصوصیت سے دعا کی تحریک کی اور عجیب بات ہے کہ اس کے قریباً ہفتہ یا دس دن کے بعد مجھے خط ملا امیر صاحب کا کہ جہاں تک موسموں کے پنڈتوں کا تعلق ہے انہوں نے کہا تھا کہ کوئی بارش کے آثار نہیں ہیں بلکہ سارا سال خشک سالی کا سال گزرے گا لیکن جس وقت آپ وہاں خطبہ دے رہے تھے اس وقت اچانک بادل اُٹھے ہیں اور اس زور سے بارش ہوئی تھی کہ جل تھل ہو گیا اس بارش سے اور اس دن کے بعد سے غانا کے حالات تبدیل ہونا شروع ہو گئے۔ تو ہمارا خدا قادر مطلق خدا ہے۔ اسی طرح وہ اپنے وجود کا ثبوت عطا فرماتا ہے۔ پس آپ اگر سنجیدگی سے دعائیں کریں گے تو آپ دیکھیں گے کہ انشاء اللہ تعالیٰ سیرالیون کے حالات بھی تبدیل ہونا شروع ہو جائیں گے۔